سنگاپور : مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل کیسے ہوئی ؟

حسین ہیکل / عتیق گاربا یحیٰی☆

سنگا پور میں مسلم اقلیت دنیا بھر میں مسلم اقلیتی برادری میں منفرد مقام کی حامل ہے۔ انہیں نہ تو ہراساں کیا گیا ہے اور نہ ہی انہیں عبادت کے حق سے محروم کیا گیا ہے۔ انہیں ریاست یا معاشرے کی طرف سے اپنی آزادی کو کسی قسم کا خطرہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم کئی قسم کے حالات جن کا تعلق برطانوی استعماری دور سے ہے، ان کی پرامن ترقی اور پیش رفت میں رکاوٹ بنے اور ان کے لیے ایسے ذرائع کی تحدید کا باعث بنے ہیں، جن کو اختیار کر کے وہ اپنے ملک کے لیے بھر پور خدمات انجام دے سکتے تھے۔ سنگاپور میں مسلمانوں کے اقلیت میں تبدیل ہونے کی زیادہ تر وجوہ استعماریت کے دور میں پیوست ہیں۔

مسلمان اکثریت سے محروم ہوتے ہیں

۱۸۱۹ء میں جب سنگاپور معرض وجود میں آیا، اس وقت وہاں مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ اس وقت کے اعداد و شمار نسلی بنیادوں پر دستیاب تھے، جن میں ملائی نسل کے باشندوں کی تعداد کے بارے میں اتفاق نہیں ہے جبکہ مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق ملائی نسل کے باشندوں سے تھا۔ جدید سنگاپور کا معمار سر تھامس سٹیمفورڈ ریفلز (۱۷۸۱ء - ۱۸۲۶ء) جب علاقے میں آیا، اس وقت وہاں تقریباً ایک سو ملائی ماہی گیر خاندان اور ۳۰ چینی خاندان رہتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں دعوت کے موضوع پر ایشین یوتھ سیمینار میں بتایا گیا کہ ریفلز کی آمد کے وقت جزیرے میں ۱۵۰ ملائی (غالباً مسلمان) آباد تھے۔ ان حوالوں سے ایک بات واضح ہے کہ ۱۸۱۹ء میں سنگاپور کے قیام کے وقت آبادی کی اکثریت ملائی لوگوں پر مشتمل تھی۔ یہ صورت حال ۱۸۲۴ء تک رہی، جب ۱۰۶۸۷ کی آبادی میں ۴۵۸۰ یا تقریباً ۵۰ فیصد ملائی تھے۔ جبکہ باقی ماندہ میں ۱۹۲۵ بگیز، ۳۳۱۷ چینی، ۷۵۶ انڈین، ۷۴ یورپین، ۱۵ آرمینیائی اور ۱۵ عرب تھے۔ تاہم شی (Chee) کے

☆Husain Haikal and Atiku Garba Yahaya; "Muslims in Singapore : The Colonial Legacy and the Making of a Minority," *Journal of Muslim Minority Affairs*, 17:1 (1997) PP. 83-87
(تلخیص : سجاول خان رانجھا)

مطابق ۱۸۳۰ء تک چینی واحد اکثریتی نسلی گروپ کے طور پر ۵۳ فیصد جبکہ ۱۸۶۷ء تک ۶۵ فیصد تناسب تک پہنچ چکے تھے اور اس وقت ان کی تعداد ۵۶ ہزار تھی۔

چینیوں کی آمد

سنگاپور کے قیام اور جزیرے میں اقتصادی مواقع کی دستیابی ایک ایسے وقت سے مطابقت رکھتی ہے جب چینی مختلف وجوہ کی بنا پر نقل مکانی کے لیے کسی جگہ کی تلاش میں تھے۔ ای (Ee) کے مطابق سنگاپور میں چینیوں کی نقل مکانی اور ان کی تعداد میں تیزی سے اضافے کی ایک وجہ چین کے حالات اور دوسری وجہ سنگاپور میں دستیاب تیزی سے پیسہ کمانے کی ترغیبات تھیں۔ پھر نقل مکانی پر پابندیاں بھی نہیں تھیں۔ چنانچہ ۱۸۹۰ء تک سنگاپور جانے والے چینیوں کی سالانہ اوسط ۹۵۴۰۰ تک ہوگئی جبکہ ۱۸۹۵ء میں یہ تعداد ۱۹۰۰۹۰۱ کی لائن کو پہنچ گئی۔ شاید یہ بات ان کی نقل مکانی سے وابستہ تھی کہ چینیوں نے دولت کے حصول ہی کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔ چنانچہ وہ لوگ انتھک کارکن اور تیز طرار تاجر بن گئے۔ چنانچہ ای (Ee) لکھتا ہے: ''اگرچہ نقل مکانی کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد عام مزدوروں کی تھی۔ یہاں کوئی ایسی سرگرمی نہ تھی، جس میں چینیوں نے نمایاں کامیابی کے ساتھ حصہ نہ لیا ہو۔ آج ان کی صفوں میں صنعتی کروڑ پتی اور ملک التجار لوگ کافی تعداد میں نظر آتے ہیں''۔

چین میں خراب حالات جنھوں نے چینیوں کی نقل مکانی کی راہ ہموار کی اور سنگاپور میں اقتصادی مواقع کے درمیان استعماری ریاست کاوہ کردار ہے جس نے مسلمانوں کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔ پھر لامحدود نقل مکانی کرنے والوں کی اکثریت غیر مسلم تھی۔ حتیٰ کہ جب پہلی دفعہ ۱۹۳۲ء میں (صرف مردوں کے لیے) ماہانہ کوٹہ کا تقرر ہوا استعماری ریاست کی طرف سے افراد اور کمپنیوں کو اجازت دی گئی کہ وہ کوٹہ سے زائد مزدور سنگاپور لا سکتے ہیں۔ البر اموؤٹز اور ای کا کہنا ہے کہ انگریزوں نے چینیوں کو منتخب کیا اور انہیں ترجیح دی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ملائی لوگ کرائے کے مزدوروں کے طور پر دستیاب نہیں تھے اور یہ فعل سرمایہ کاری کو نفع بخش بنانے کے منافی تھا۔

اقتدار کی بنیاد میں تبدیلی

استعماری طاقت کی طرف سے دو ملائی حکمرانوں سلطان حسین اور تمن گانگ عبدالرحمٰن کے ساتھ جس قسم کا سلوک کیا گیا، اس نے مسلمانوں کی سماجی اور سیاسی صورتحال پر برا اثر

ڈالا۔ کرنل ولیم فرقوہر، جو ۱۸۱۹ء سے ۱۸۲۳ء تک سنگاپور میں رہائش پذیر رہا، آگاہ تھا کہ ۱۸۱۹ء کے معاہدے میں انگریزوں کو صرف ایک چوکی کے قیام کی اجازت دی گئی تھی، انہیں زمین کی ملکیت یا قوانین بنانے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ اس کا اصرار تھا کہ حکمرانوں کو پورا احترام دیا جائے اور انہیں زمین کا حکمران تسلیم کیا جائے۔ ریفلز نے خیال کیا کہ فرقوہر نے سلطان اور تمن گانگ کو کچھ زیادہ ہی مقام دے دیا ہے۔ چنانچہ یہ اور دیگر وجوہ نے اسے فرقوہر کی کامیابیوں کو نظر انداز کرنے پر آمادہ کیا۔ اس سے ان کے درمیان تعلقات اس حد تک خراب ہو گئے کہ بالآخر ریفلز نے فرقوہر کو اس کے عہدے سے برطرف کر دیا۔

جب استعماری ریاست نے ۱۸۲۲ء کے لگ بھگ سنگاپور کے شہر کے خدوخال پر نظر ثانی کرنا شروع کی، تمن گانگ کو شہر کے مغرب میں تین میل دور منتقل کر دیا گیا۔ ٹمبل (Tumbull) کے مطابق اس سے تمن گانگ اور ان کے پیروکار شہر کے وسط میں غالب پوزیشن سے محروم ہو گئے۔ وہ بتدریج عام زندگی سے باہر ہوتے گئے۔ ۱۸۲۳ء میں سلطان اور تمن گانگ عدالت میں بیٹھنے سے فارغ کر دیئے گئے۔ یہ عدالت ہر سوموار کو تمن گانگ کے احاطے میں لگتی تھی، جس میں درخواستوں کی سماعت اور ان پر فیصلے سنائے جاتے تھے۔

یہ سلسلہ مزید آگے بڑھا۔ استعماری ریاست نے سعید یاسین کی لاش سلطان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ سعید ایک عرب مسلمان تھا۔ وہ مارچ ۱۸۲۲ء میں جیل سے فرار ہوا اور اس نے اندھادھند فائرنگ کر کے ایک پولیس چپڑاسی کو ہلاک اور فرقوہر کو زخمی کر دیا۔ اسے فرقوہر کے بیٹے نے موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔ حکام نے اس کی لاش ایک بیل گاڑی میں رکھ کر اسے شہر میں گھمایا۔ اس کے بعد اسے ایک پنجرے میں بند کر کے پندرہ دنوں کے لیے تیلوک ائر (چوک) میں نمائش کے لئے رکھ دیا۔ مسلم آبادی ایک مسلمان لاش کی بے حرمتی کو اداس غم و غصے کے ساتھ دیکھتی رہی۔ ۱۹۵۰ء میں ایک واقعہ اور رونما ہوا، جسے مسلم آبادی نے اسلام کی توہین قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف پر تشدد ہنگاموں کا مظاہرہ کیا۔ یہ ماریہ ہرتوخ کا معاملہ تھا۔ ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ استعماری ریاست نے دو مسلمان حکمرانوں کی پوزیشن کو کس طرح غیر اہم بنا دیا تھا۔

ابتدائی دور کے استعماری سنگاپور میں مسلمانوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے شیروان لکھتا ہے کہ تقریباً آغاز میں ہی سنگاپور کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مسلم آبادی دیسی قیادت سے محروم تھی۔ وہ افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کی اقلیتی حیثیت، اس کے لیے لالی کرنے والی دیسی مقتدر ایلیٹ کی عدم موجودگی کے باعث انگریزوں کے مقابلے میں جو کہ زیادہ

زور دار ترجیحات رکھتے تھے، نسبتاً مبہم حیثیت کی حامل تھی۔

تعلیم کا کردار

بہت سے اسکالرز کا کہنا ہے کہ استعماری حکمرانوں کی تعلیمی پالیسی مسلمان اور ملائی آبادی کی سماجی اور اقتصادی ابتر پوزیشن کی بنیادی وجہ ہے۔ احمد نے اپنے بہت سے مضامین میں یہ واضح کیا ہے کہ استعماری پالیسی نے ملائی آبادی کی روایتی زندگی کو برقرار رکھا تاکہ ملائی کسان اپنے سٹیٹس سے بڑھ کر نئے خیالات حاصل نہ کر سکیں۔ زوہری (Zoohri) کہتا ہے کہ انگریز استعمار نے ملائیوں کو پرائمری ورنیکلر تعلیم سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے نہیں دی۔ روف (Roff) کے مطابق ورنیکلر تعلیم آرو ونسٹنٹ کی نظر ثانی کے باوجود ایسے عوام کے لیے موزوں تھی، جس کا مستقبل بطور کسان زراعت تک محدود تھا۔ شیرون اور رضا علی کے خیال میں چونکہ ورنیکلر تعلیم مسلمانوں کو انحطاط سے دوچار کرنے کی ترغیب دیتی تھی، اس لئے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ ملائی لوگ اپنے بچوں کو کسی ایسی تعلیم کی نذر کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ مزید برآں برطانوی استعماری حکام نے ملائیوں کے لیے انگریزی زبان سیکھنے کے بہت کم مواقع فراہم کیے۔ چنانچہ فانگ کے مطابق یہ وجہ ان وجوہات میں سے ایک ہے جو سنگاپور میں ملائیوں کی معاشی پسماندگی کی وضاحت کرتی ہے۔

نتیجہ

اگرچہ استعماری ریاست ملائی عوام کی تعلیمی پسماندگی کی بہت حد تک ذمہ دار ہے۔ تاہم کئی اور عوامل بھی ہیں، جو ملائی لوگوں کی تعلیم میں پیش رفت کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ احمد کے مطابق ۵۸-۱۹۵۱ء کے عرصہ میں ملائی اپنے تعلیمی جمود کے خود ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے پہلی تین کلاسوں میں انگریزی اور چوتھی سے ساتویں تک ملائی زبان کے ذریعہ تعلیم کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ زوہری کے مطابق اس مخالفت کی جڑیں ملائی آبادی کے سماجی و ثقافتی سانچے میں پیوست ہیں، جنہیں خوف تھا کہ نیا پلان ان کے بچوں کو ایسی اقدار اپنانے پر مجبور کرے گا، جو ملائی لوگوں کے روایتی عقائد اور معمولات کے منافی ہیں۔ مجموعی طور پر موجودہ صورتحال جس میں مسلمان اپنے آپ کو بطور اقلیت پاتے ہیں، ڈیڑھ صدی کے استعماری دور اور تقریباً لامحدود غیر مسلموں کی سنگاپور میں نقل مکانی کا شاخسانہ ہے، جس نے اصل ملائی باشندوں کو ایک غیر اہم اقلیت میں تبدیل کر دیا ہے۔